طاقت، بڑی برادری سے تعلق اور مالی طور پر صاحب حیثیت ہونا عموماً بنیادی شرائط ہوا کرتی تھیں۔ تاکہ وہ نہ صرف انتظامی امور کو بطریق احسن انجام دے سکے بلکہ اول یا قبیلے کے غریب اور نادار افراد کی کفالت کا بندوبست کرنے پر بھی قادر ہو۔ قازقوں میں انتظامی اور سیاسی عہدے -حالت جنگ کے استثناء کے ساتھ - غیر رسمی ہوا کرتے تھے۔

قبیلے سے اوپر کی سطح پر حکمرانی طبقہ اشرافیہ (وائٹ بون : چنگیزی نسل کے منگول شہزادوں) کے لئے مخصوص سمجھی جاتی تھی۔ سلطان، ماتحت خان اور مرکزی خان کے عہدے بالعموم اسی طبقے میں محدود رہتے تھے۔ ترک نسل کے قبائل کو بلیک بون (سیاہ نسل) کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اور بالعموم ان کے سرداروں کو سلطان، ماتحت خان وغیرہ کے القاب سے یاد نہیں کیا جاتا تھا۔ تاہم یہاں بھی استثنائی صورتیں موجود تھیں۔ بلیک بون کے ترک قبائل کا سردار بھی اگر عملی طور پر اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو منوالیتا تھا تو اسے سلطان اور ماتحت خان کے لقب سے نوازنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی جاتی تھی۔

شروع میں ژوز (لشکر) کی سطح کے سردار کو سلطان کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا تاہم جوں جوں اقتدار کی لامرکزیت ہوتی گئی انہوں نے اولاً ماتحت خان کا لقب اختیار کیا اور خان ابوالخیر کے بعد مختلف لشکروں میں آزاد خانیتوں کے ظہور کے بعد یہ اپنے اپنے لشکروں کے مستقل اور آزاد خان بن گئے۔ خان کے ماتحت متعدد ماتحت خان اور سلاطین ہوا کرتے تھے۔ سلاطین کے ماتحت بڑے بے ہوتے تھے اور بڑے بے کے ماتحت چھوٹے بے اور اقساقال ہوا کرتے تھے [۱۵۸]۔ قازقوں میں مملوک (غلام) بھی بعض دفعہ قائدانہ عہدوں تک (اپنی صلاحیتوں کی بنا پر) پہنچ جاتے تھے۔ بحیثیت مجموعی قازقوں میں طبقاتی نفرت یا طبقاتی شعور (class con-sciousness) تقریباً ناپید تھا [۱۵۹]۔

قازقستان میں اسلام کی آمد

عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ قازقوں کی اکثریت نے انیسویں اور بیسویں صدی میں زارینہ کیتھرین کی طرف سے ان کے علاقوں میں تاتار مسلم مبلغین بھیجے جانے اور ان میں دینی مدارس اور مساجد کی تعمیر کی حوصلہ افزائی کے نتیجے میں اسلام قبول کیا۔ اس نقطۂ نظر کو اس حد تک اچھالا گیا ہے کہ اسے ایک عالمی سچائی (universal truth) کے طور پر قبول کر لیا گیا ہے۔ وسطی ایشیا پر لکھنے والے سب مغربی مصنفین نے اسی نقطۂ نظر کا اظہار کیا ہے۔ درحقیقت مغربی مورخین کا زیادہ تر دارومدار روسی ماخذ پر رہا ہے۔ روسی تاریخ نویسی (russian histriog-

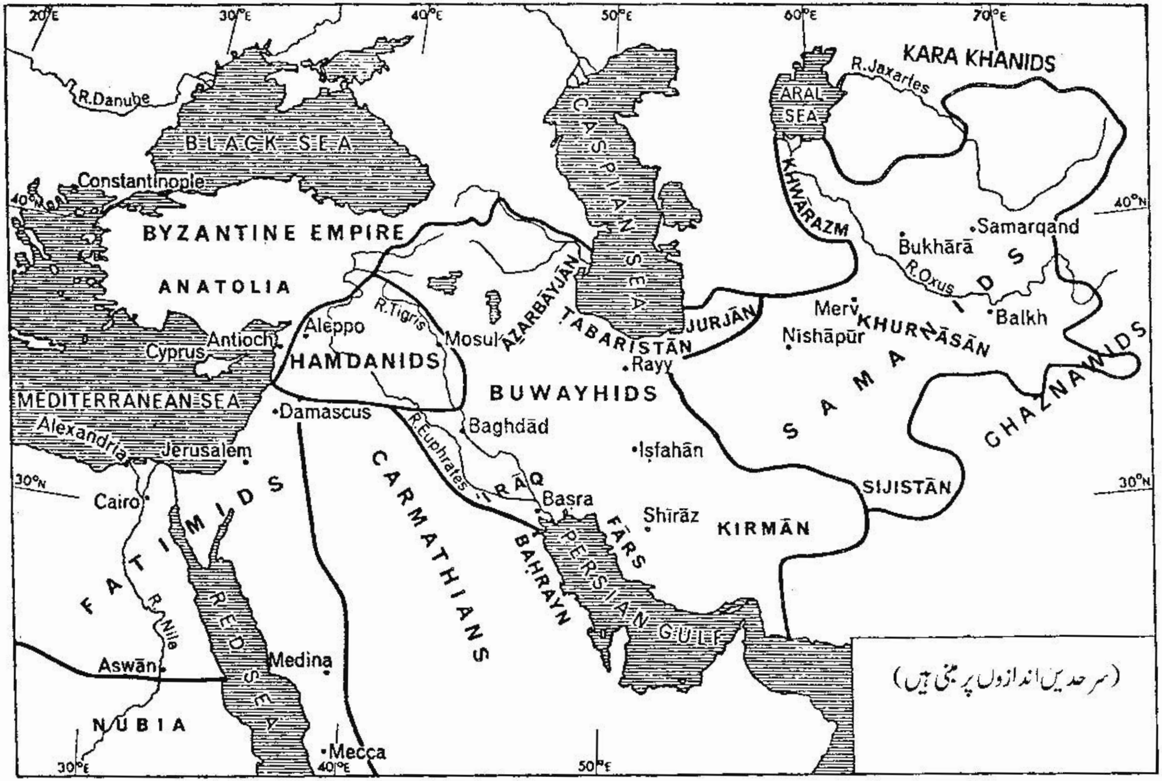

قازقستان، وسطی ایشیا اور مرکزی اسلامی علاقے دسویں صدی عیسوی میں

raphy) کبھی بھی سیاسی اثرات سے پاک نہیں رہی ہے۔ اور ۱۹۱۷ء کے بالشویک انقلاب کے بعد کے سوویت عہد کی تاریخ نویسی کمیونسٹ ورلڈ ویو، کمیونسٹ آئیڈیالوجی اور سوویت داخلہ اور خارجہ پالیسیوں کی ترجمانی کے فرائض سرانجام دینے پر مرکوز رہی ہے۔ قازقستان کے روس سے الحاق سے متعلق سوویت حکام کا موقف یہ رہا ہے کہ انہوں نے برتر روسی تہذیب سے متاثر ہو کر برضا و رغبت روسی رعایا بننا قبول کیا۔ دوسری طرف روسی باوجود کوشش بسیار کے اس حقیقت کو چھپانے میں ناکام رہے کہ مسلم تاتاروں، مسلم قفقازیوں اور مسلم ترکستانیوں پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے انہیں زبردست مسلح مزاحمتی تحریکوں کا سامنا کرنا پڑا۔ برف پوش سائبیریا کے دامن میں واقع قازق سٹیپ کے دور دراز علاقوں میں مسلسل گردش میں رہنے والے قازق مسلمانوں نے بھی اگرچہ روسی تسلط کے خلاف مزاحمتی تحریکیں برپا کیں تاہم ان علاقوں کے دشوار گزار ہونے اور یہاں مستقل آبادیاں نہ ہونے کی بنا پر بیرونی دنیا تک ان مزاحمتی تحریکوں سے متعلق خبریں خود روسیوں نے اپنے مفادات کے مطابق رنگ آمیزی کر کے پہنچائیں۔ قفقاز اور بخارا و خیوا کے برعکس یہاں بیرونی دنیا کے لوگوں کی آمد نہ ہونے کے برابر تھی، چنانچہ یہاں کے قازق عوام کی تاریخ اور روس میں ان کی ''مبینہ شمولیت'' کے بارے میں معلومات کے لیے اکثر معاصر مورخین کا انحصار روسی ماخذ پر رہا ہے۔

''روسی ہمیشہ اپنے مسلمان حریفوں کو پست نگاہ سے دیکھتے رہے ہیں جنہیں وہ بے وقوف / احمق (stupid)، دقیانوسی (primitive)، شرارتی / مکار (sly) اور دغاباز (treacherous) سمجھتے رہے ہیں اور انہیں ہمیشہ باغی (rebel) اور ڈاکو اور لٹیروں (bandits) کے طور پر پیش کرتے رہے ہیں''[۱۲]۔ قازقوں کے معاملے میں روسیوں کو دقت یہ پیش آئی کہ اگر ایک طرف ان کی روس میں شمولیت کو ''برضا و رغبت'' ظاہر کیا جائے اور دوسری طرف انہیں مسلمان ظاہر کیا جائے تو یہ بات نہ تو صرف مسلمانوں کے بارے میں ان کے اپنے روایتی نقطۂ نظر سے متعارض ہو گی بلکہ بیرونی دنیا کے لئے بھی (روس۔ مسلم دشمنی کی مسلمہ حقیقت کے پیش نظر) قابل قبول نہیں ہو گی۔ اس ساری صورت حال کے پیش نظر روسی تاریخ نگاری میں اس بات پر زور دیا گیا کہ چونکہ سٹیپ کے قازق علاقوں میں روسی پیش قدمی کے وقت قازق عوام مسلمان نہیں تھے اس لئے انہوں نے نظریاتی اختلاف کی عدم موجودگی کے باعث برتر روسی تہذیب کے زیر اثر آنا خوشی قبول کر لیا۔

حقیقت بہر حال اس کے برعکس ہے۔ قازقوں کے آباواجداد آٹھویں صدی عیسوی ہی میں ماوراء النہر پر مسلم فاتحین کے قبضہ کے وقت مسلمان ہو گئے تھے۔ ''... جنوبی قازقستان

کے شہروں میں اسلام آٹھویں صدی عیسوی میں [ماوراء النہر میں] عرب فتوحات کے وقت پہنچ گیا تھا اور قازق ترک خانہ بدوشوں نے برائے نام [؟] اسلام سن ۱۰۴۳ء میں قبول کر لیا تھا۔ جوچی خانوادہ کے شہزادے، جنہوں نے قازق سلطنت (state) کی بنیاد رکھی، اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے تھے اور اسی حیثیت سے انہیں عالم اسلام میں قبول کیا گیا''[۶۱]۔ یہ مارتھا برل اولکاٹ کے الفاظ ہیں۔ اس عبارت میں برائے نام (nominally) کا جو لفظ آیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے، اس کی وضاحت کرنا مصنفہ نے مناسب نہیں سمجھا ہے۔ ظاہر ہے جب آدمی شروع میں کوئی نیا مذہب قبول کرتا ہے تو اسے اس مذہب کو کماحقہ سمجھنے اور اس کے تمام تر تقاضوں کو پورا کرنے میں وقت لگتا ہے۔ اس عبوری دور میں (خاص کر اسلام میں) اس کا کلمہ شہادت پڑھنا ہی اس کے مسلمان ہونے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ اگر لفظ ''برائے نام'' کے یہی معنی ہیں تو اس سے اتفاق کیا جانا چاہیے اور اگر اس کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے شروع ہی سے اسلام کو (بعض خفیہ وجوہات کی بنا پر) برائے نام قبول کیا تھا اور اسے بطور مذہب اپنانا ان کا مقصود نہیں تھا تو اس سلسلے میں محترمہ اولکاٹ کو مزید توضیح اور تشریح کر دینی چاہئے تھی۔ یوں لگتا ہے کہ ''برائے نام'' لکھ کر انہوں نے آٹھویں صدی میں قازق شہروں میں اسلام پہنچنے اور (بقول ان کے) بارہویں صدی میں خانہ بدوش ترک قازق قبائل کے اسلام قبول کرنے کے باوجود روسی تاریخ نویسوں کے اس دعویٰ سے متاثر ہونے کا عندیہ دیا ہے کہ سترہویں اور اٹھارویں صدی میں قازقوں کی طرف سے روس کے ساتھ الحاق کے وقت تک وہ مسلمان نہیں تھے۔ لفظ برائے نام لکھنے کی کوئی اور توجیہ میری سمجھ میں نہیں آسکی ہے۔ کسی مذہب کے پیروکار کے لئے اس مذہب کو ''برائے نام'' یا حقیقتاً قبول کرنے کا معیار محترمہ کے نزدیک کیا ہے اس کی وضاحت انہیں ہی کر دینی چاہیے تھی۔ کیا ان کے نزدیک آج کے تمام عیسائیوں / مسیحیوں کو ''برائے نام مسیحی'' کہنا درست ہوگا جبکہ وہ بائیبل کی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر باقاعدہ قانون سازی کے ذریعہ لادینیت یا کم از کم لادین طرز سیاست (secularism) کو اپنا چکے ہیں۔

قازق مسلمانوں کی روسی استعمار کے خلاف مسلح مزاحمتی تحریکیں

روسیوں کا دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ زار شاہی روسی استعمار اور ان کے گماشتوں کے خلاف قازقوں کی مسلح مزاحمتی تحریکوں کو اس رنگ میں پیش کیا جائے کہ یہ ''روسی مملکت میں ان کی برضا و رغبت شمولیت'' کے نظریہ سے متعارض نہ ہوں۔ قازقوں میں روسی پیش قدمیوں کے خلاف مسلح مزاحمتی تحریکوں کی فہرست انتہائی طویل ہے۔ بوکے ہرڈ (لشکر اندرونی) میں